مولانا سلطان محمود ناظم دفتر اہتمام ــــ

احوال و کوائف

دارالعلوم

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ کو گورنمنٹ کالج نوشہرہ کے منتظمین کی خواہش پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے کالج کی بین الجامعی محفل حسن قرارت کی صدارت فرمائی، اس تقریب میں دیگر معززین کے علاوہ جناب سید یوسف علی شاہ صاحب سینئر ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ ایک فرد کی زندگی ہوتی ہے، اور ایک قومی وملی زندگی۔ ہر شخص کھانا پتیا اور کسی مکان میں رہتا ہے۔ یہ فرد کی زندگی ہے جس میں انسان کے ساتھ تمام حیوانات بھی شریک ہیں اور سب تناسل و توالد اور بقائے نوع کے لئے ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر قومی زندگی بھی دو طرح کی ہے۔ ایک تو آج کل کے یورپ کی زندگی ہے جو سراسر مادی مقاصد پہ مبنی ہے۔ برطانیہ، امریکہ جرمنی وغیرہ ہر ایک اپنے ملک اور اپنی قوم کی دنیاوی ترقی چاہتا ہے۔ اور ہر ایک دوسروں کو محکوم بنانے اور خود آقا بننے کی فکر میں ہے۔ مگر اسلام کی قومی زندگی جسکی تشکیل و تعمیر کے لئے قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ مخصوص نظریات پر مشتمل ہے اور وہ دنیا و آخرت دونوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، قومی زندگی عبارت ہے۔ قوم کے جذبات عقائد اور خصوصیات سے اگر وہ زندہ ہوں تو قوم زندہ ہے۔ اور اگر وہ مخصوص چیزیں باقی نہ رہیں تو اس کو مردہ قوم کہا جائے گا۔ خواہ اس کا نام آدمی اور انسان رکھا جائے۔ مگر انہیں زندہ قوم نہیں کہہ سکتے۔

قرآن کریم نے ہمیں عقیدہ، اخلاق، اعمال، عبادات، سیاست غرض زندگی کے ہر شعبے کے طریقے سکھلا دیئے ــــ

قرآن کریم کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے بعد آپ نے قرارت و تجوید سے منتظمین کالج کے شغف کو سراہتے ہوئے فرمایا: قرآن کریم کا صحیح تلفظ نہایت اہم چیز ہے اگر آج ایک شخص، کسی حاکم اور افسر کا فرمان غلط سلط پڑھ کر سنائے تو سننے والوں کو کوفت ہوتی ہے کہ اسے پڑھنے کا سلیقہ نہیں۔ اور اس حرکت کو حاکم اور بادشاہ کی توہین سمجھا جائے گا۔ اس طرح قرآن کریم جو احکم الحاکمین کا شاہی فرمان ہے، کا غلط پڑھنا کئی توہین آمیز امور کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اگر کسی نے لیطمئن قلبی کے قاف کو کاف سے بدل کر پڑھا تو معنی کتنا بدل جائے گا۔؟ آج مسلمانوں کی اتنی کثرت کے باوجود برکات ناپید ہیں

پہلے تو قرآن کریم ہاتھ میں لیتے نہیں، اگر لیں تو صحیح پڑھ نہیں سکتے۔ اگر پڑھ بھی لیا جائے، تو اصل چیز جو عمل ہے اُسے اپنایا نہیں جاتا ــــــ

علمِ دین اور دنیاوی علوم کی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا: آج ہم ایک ایسے میدان میں جمع ہیں جو تعلیم گاہ ہے۔ مگر دین کی نگاہ میں تعلیم کی جو اہمیت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ مگر حقیقی علم وہ ہے جس سے دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت مندی نصیب ہو۔ اور جس علم کو محض ذریعۂ معاش اور روٹی حاصل کرنے کے لئے حاصل کیا جائے وہ فن اور حرفت ہے علم نہیں۔ دونوں شعبے دین کی نگاہ میں اہم ہیں، کسی ایک کو اختیار کرکے دوسرے کو یکسر نظر انداز کرنا دانشمندی نہیں ہمارے جدِ امجد آدم علیہ السلام علم کی برکت سے مسجودِ ملائکہ بنے اور خلافتِ الٰہی اور وراثتِ جنت کے مستحق ہوئے۔ آج حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاءؑ کے درجات مقرب فرشتوں سے بھی بلند ہیں ــــــ عصری تعلیم کی خرابیوں پہ تنبیہ فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم جسمانی اور فکری دونوں طریقوں سے غلام تھے۔ اگر چاہتے بھی کہ قرآن کریم اور مسلمانوں کی مخصوص چیزیں ہم میں نشو و نما پائیں تو رکاوٹیں تھیں۔ مگر اب جسمانی آزادی ہمیں نصیب ہو چکی، مگر افسوس کہ فکری غلامی اب تک باقی ہے۔ جو جسمانی غلامی سے بدرجہا بدتر ہے اور افسوس کہ تعلیمی اداروں میں اس کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پہ مجھے پچھلے ماہ چٹاگانگ اور ڈھاکہ میں وہاں کی یونیورسٹیوں کے بارہ میں معلوم ہوا کہ اکثر طلبہ کے سینوں پہ ماوزے تنگ وغیرہ کے بیج لگے ہوئے ہیں۔ یہ اس ذہنی غلامی اور دینی تاریخ سے بے خبری کا ثبوت ہے۔ ہمارے اسلاف سیدنا صدیقؓ سیدنا فاروقؓ اور سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ نے ایثار قربانی اور ضبط و نظم کے وہ نمونے پیش کئے کہ دوسرے کروڑوں لیڈر ان کے قدموں تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت صدیقؓ نے جو معمولی تنخواہ لی مرتے وقت اس کی واپسی کی وصیت کر دی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو ذاتی مکان فروخت کر کے قرضہ ادا کرنے کی وصیت کی یہ اُس حکمران کی حالت ہے جس نے اپنے زمانہ میں ۲۲ لاکھ مربع میل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں دلایا، کپڑوں پر کئی پیوند لگے ہوئے ہیں بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت غلام کو اونٹنی پہ بٹھا کر خود مہار تھامے داخل ہو رہے ہیں۔ کیا ہمارے اسلاف کے یہ کارنامے بے مثال نہیں اور کیا انہیں اسوہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس امت کا آخر بھی انہی طور طریقوں سے کامیاب ہوگا جن سے ابتداء میں کامیابی ہوئی ــــــ ہم

حقیقی معنوں میں تب زندہ قوم ہوں گے۔ کہ بحیثیت اسلام ہم زندہ ہوجائیں اور جب ہماری قومی زندگی بحیثیت اسلام ہے تو لوگ پوچھیں گے کہ کہاں ہے وہ اسلام جس کا تمہیں دعویٰ ہے۔ اس بارہ میں آپ لوگوں پر خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ ملک کی قیادت کا بار آئندہ آپ نوجوانوں کے کندھوں پر آئے گا۔ خدا کرے کہ آپ حضرات کو اسلام کا صحیح نمونہ بننا نصیب ہو اور آپ کے ذریعہ پورا ملک قرآن اور اسلام کی نعمتوں سے مالا مال ہوجائے ــــــ

اس محفل قرائت میں مختلف کالج اور سکولوں کے طلبہ نے قرادت کی۔ سکولوں کے طالب علموں میں دارالعلوم حقانیہ کے شعبۂ تعلیم القرآن (مڈل سکول) کے طالب علم ہدایت الرحمان نے پہلا انعام حاصل کیا ــــــ۔۔

- اگر قبولیت عنداللہ نصیب ہو تو نجاح و فلاح ہے، ورنہ سب ہیچ ہے۔ ضرورت ہے کہ اپنی قوم کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ترقی دیں۔ نسبی حیثیت سے غرور اور تکبر بے موقع پیدا ہوتا ہے۔ وہ ترقی سے مانع ہو جاتا ہے۔
- ہمارے لئے حضرت نانوتوی اور حضرت شیخ الہند قدس اسرارہما کے کارنامے مشعلِ راہ ہیں۔
- کاروبار، معیشت کا چھوڑنا بالخصوص جب کہ والدین ماجدین پیرانہ سالی میں ہیں، اور ان کی ضروریاتِ زندگی درپیش ہیں، کسی طرح قرینِ عقل و مروّت نہیں ہے۔ ان کی تابعداری اور خدمت گذاری نہ صرف فریضۂ انسانی ہے، بلکہ عبادت بھی ہے۔ نمازِ تہجد اگر ہو سکے فبہا، ورنہ فرض نہیں۔ سونے سے پہلے چار رکعت پڑھ لینا اسی نیت سے مبارک امر ہے۔ سوتے وقت اواخر سورہ کہف کا پڑھ لینا آنکھوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہے۔
- اس ذلیل و خوار عالم دنیا میں اگر مستحق لذت و راحت ارباب خیر و تقوٰی ہوتے تو سب سے زیادہ منعم اور غنی اور راحت میں بسر کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوا کرتے۔ مگر ان ہی کی پاک زندگی دیکھئے وہ سب سے زیادہ تکالیف شاقہ میں نظر آتے ہیں ــــــ

(شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ)